TQ Lesson 217 Surah Sajdah 15-30 tafsir 1

آیت نمبر 15- إِنَّمَا يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا الَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِهَا خَرُّوا سُجَّدًا وَسَبَّحُوا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ
ترجمہ۔ ہماری آیات پر تو وہ لوگ ایمان لاتے ہیں جنہیں یہ آیات سنا کر جب نصیحت کی جاتی ہے تو سجدے میں گر پڑتے ہیں اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کرتے ہیں اور تکبر نہیں کرتے

آیت 15 سورت السجدہ میں اللہ رب العزت فرماتے ہیں **إِنَّمَا يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا** ہماری آیات پر ایمان لاتے ہیں **إِنَّمَا** اس کے سوا نہیں ہیں۔ تو کچھ لوگ تو انکار کرتے ہیں جیسے اہلِ مکہ تھے اور آج کے دور میں بھی کچھ لوگ انکار کرتے ہیں اور پچھلی آیات میں آپ نے پڑھا کہ یومِ حساب کے وقت جب وہ سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہوں گے تو اس وقت ایمان لانا چاہیں گے اس وقت چاہیں گے کہ ہمیں مہلت دے دی جائے اور دنیا میں دارالعمل میں ہیں تو قرآن، رسول، توحید، آخرت پر ایمان لانے سے گریز کر رہے ہیں اب یہاں پر اللہ تعالیٰ بتا رہے ہیں کہ کتاب پر ایمان لانے والے کون سے لوگ ہیں؟ کون ہیں جو اللہ کی باتوں کو اہمیت دیتے ہیں؟ جن کے نزدیک اللہ کی باتوں کا ایک مرتبہ اور مقام ہے۔ انکار کرنے والے کون ہیں؟ اور ایمان لانے والے کون ہیں؟ تو یہاں پر ایمان لانے والوں کا ذکر ہے **إِنَّمَا يُؤْمِنُ** اس کے سوا نہیں ہیں یا یوں بھی آپ کہہ سکتے ہیں کہ صرف ایسے ہی لوگ ہیں جو ایمان لاتے ہیں **بِآيَاتِنَا** ہماری آیات پر **الَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا** کہ جب انہیں نصیحت کی جاتی ہے آپ کو پتہ ہے نا کہ ذکر، تذکیر کیسی نصیحت ہے جسے سن کر دل نرم ہو جائیں پگھل جائیں **إِذَا ذُكِّرُوا** یہ مجہول ہے جب انہیں نصیحت کی جاتی ہے **بِهَا** ھَا کی ضمیر آیات کے لیے آئی ہے کہ اِن آیات کے ذریعے قرآن کے ذریعے جب ان کو نصیحت کی جاتی ہے تو ہوتا کیا ہے؟ قرآن پر ایمان لانے والوں کی یہ صفات ہوتی ہیں **خَرُّوا** وہ گِر پڑتے ہیں آپ کو پتہ ہے **خَرَّ، يَخُرُّ** کے معنی ہوتے ہیں زور سے، ایک اضطراب سے، ایک آواز سے گِرنا وہ گِر پڑتے ہیں **سُجَّدًا** سجدہ کرتے ہوئے **وَسَبَّحُوا** اور وہ تسبیح کرتے ہیں **بِحَمْدِ رَبِّهِمْ** اپنے رب کی حمد کے ساتھ **وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ** اور وہ لوگ کبر نہیں کرتے اب آپ دیکھیے اللہ پر ایمان لانے والے، اللہ کے کلامِ قرآن سے محبت کرنے والے، رسول سے پیار کرنے والے وہ کون لوگ ہوتے ہیں؟ **إِذَا ذُكِّرُوا** جب بھی انہیں نصیحت کی جاتی ہے۔ ایک نصیحت ہوتی ہے جو آپ اپنی باتوں سے کرتے ہیں دنیا کی مثالوں سے کرتے ہیں کوئی قصہ یا کہانی سے آپ کسی کو نصیحت کرتے ہیں لیکن یہ وہ نصیحت نہیں ہے۔ **بِهَا (** اِس پر دائرہ لگا لیں) اس قرآن کے ذریعے جب ان کو نصیحت کی جاتی ہے کہ ان کی زندگی میں جو کمی بیشی ہے، نہ ایمان ہے، نہ ایقان ہے ، نہ عمل ہے کچھ بھی وہ لوگ نہیں کر رہے اب فرض کیا ایمان تو لائے ہیں لیکن کمی بیشی ہوتی ہے انسان کے اندر کہ غصے میں ہیں آیت ان کے سامنے پڑھی گئی کہ وہ غضبناک نہیں ہوتے وہ غصے نہیں ہوتے فوراً وہ جھاگ کی طرح بیٹھ جاتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی یہ صفت بیان کی جاتی ہے سب صحابہ کی تھی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا کیا حال تھا کوئی قرآن کی آیت ان کے سامنے پیش کر دی جاتی تھی بس ایسے بیٹھ جاتے تھے جیسے کہ جھاگ بیٹھ جاتی فورا کہتے تھے (جب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو بلا کر یہ آیت بھی سنائی گئی اور جب ان کے کان میں آیت کے آخری الفاظ پڑے**فَهَلْ أَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ (91سورت المائدہ**) تو آپ بول اٹھے **انْتَهَيْنَا يا رَبَّنَا انْتَهَيْنَا (جوابُ آیۃ)** "ہم رک گئے ہم باز آئے۔" اور تلوار لے کر کھڑے ہیں کہہ رہے ہیں جس نے کہا کہ رسول انتقال کر گئے ہیں فوت ہو گئے ہیں تلوار سے اس کی گردن کو الگ کر دوں گا اب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اٹھ کر کھڑے ہوتے ہیں اور آیت پڑھتے ہیں کہ محمد ﷺ وہ تو ایک رسول تھے انسان تھے تو جیسے اور لوگ پہلے مر گئے اور اگر کوئی مر

جائے تو کیا تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے اس طرح کی آیت جس میں یہ تھا کہ جتنے بھی لوگ دنیا میں تھے ان کو موت آئی اور وہ دنیا سے چلے گئے اسی طرح ہر رسول کا یہ حال ہوا تو اب کیا تم انکار کر دوگے غم کی کیفیت سے لوگ بےہوش ہو رہے تھے کہ اللہ کے رسول فوت ہو گئے جیسے کسی کے بغیر آپ رہ ہی نہ سکیں فوراً ان کے دل کی حالت بدل گئی کہتے ہیں مجھے محسوس ہوا (حالانکہ وہ قرآن کے حافظ تھے) کہ یہ آیت پہلی دفعہ سنی ہے ایک دفعہ کسی نے شکایت کی اور وہ بہت غصے میں تھے اتنے میں کسی نے قرآن کی آیت پڑھی **(وَ الْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَ الْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ (134۔ سورت آل عمران)** کہ جب ان کو قرآن سے نصیحت کی جاتی ہے تو ان کا غصہ دور ہو جاتا ہے فوراً ایسے ہو گئے جیسے ان کو غصہ آیا ہی نہیں۔ ایک دفعہ جنگل سےگزر رہے تھے ایک بوڑھی عورت نے کہا کہ تم عمر کو جانتے ہو کہنے لگے کیوں؟ کہنے لگی کہ جب سے وہ خلیفہ ہوا ہے اس نے مجھے کبھی ایک دانہ بھی نہیں دیا اللہ اس کو غرق کرے یا اس کا بھلا نہ کرے بڑے پریشان ہوئے کہنے لگے کہ اے بڑی بی تو کیسے راضی ہوگی اب پتہ ہے کہ محاسبہ ہو گا آخرت کی یقین دہانی جو ان کے اندر تھی پریشان ہوئے یہ نہیں کہا کہ اس بڑی بی کو اٹھا کے مار دوں کہیں پھینک دوں ختم کر دوں اس نے مجھے ایسے کہا اس کو نہیں پتہ تھا کہ یہ امیر المومنین ہے پھر کہتے ہیں کہ بڑی بی عمر سے تو کیسے خوش ہو سکتی ہے اگر جتنے تیرے شکوے شکایتیں ہیں عمر اسے خرید لے (یعنی تو اپنے شکوے شکایتیں بیچ دیے تو کتنے درہم لے گی تو پتہ نہیں 80 تھے یا 100 تھے یا 120 تھے تو کچھ درہم پر وہ راضی ہو گئی کہ اتنے مجھے درہم دے دیں تو میں راضی ہوتی ہوں تو وہ پیسے اس کو دینے کے بعد دو صحابی اور ساتھ تھے وہ کہیں دور تھے ایک حضرت علی تھے دوسرے پتہ نہیں حضرت زبیر تھے یا کون تھے وہ پاس آئے۔ تو اب دستخط کروانا چاہتے ہیں اس بڑی بی سے کہ یہ بات پکی ہے کہ اتنے درہم عمر نے دے دیے ہیں اب قیامت کے دن اگر یہ کوئی مقدمہ عمر کے خلاف پیش کرے تو عمر اس سے بری ہیں تو آپ گواہوں سے جب دستخط کرواتے ہیں وہ کہتے ہیں امیر المومنین تو اسکو پتہ چلتا ہے کہ یہ عمر ہیں۔ تو اصل بات کیا ہے **إِذَا ذُكِّرُوا** کہ جب قرآنی آیات سے ایمان لانے والوں کو نصیحت کی جاتی ہے۔ **خَرُّوا سُجَّدًا** سجدے کے ایک معنی تو یہ ہیں کہ واقعی وہ سجدہ ادا کرتے ہیں قرآن کے آگے جھک جاتے ہیں قرآن کو سننے کے بعد مطیع اور فرما نبردار بن جاتے ہیں ان کے دلوں میں کوئی غفلت ہے حسد ہے کینہ ہے کدورت ہے، کفر ہے ،غصہ دل بھرا ہوا ہے جوں ہی قرآن سے تنبیہ ہوئی، قرآن کے ذریعے ان کو نصیحت کی گئی فوراً جھگڑنے کی بجائے سجدے میں گر گئے اور سجدہ کیا ہوتا ہے؟ کہ پوری زندگی کو اطاعت بنا دیتے ہیں عمل کرنے لگتے ہیں اور نماز کا سجدہ بھی ہے کہ وہ نمازیں پڑھنے والے ہوتے ہیں صرف ایمان نہیں لاتے بلکہ نماز بھی پڑھتے ہیں تو یہاں یہ **سُجَّدًا** اس کے معنی کیا ہیں۔ اطاعت اور فرما نبرداری کے معنی میں ہے کہ جب بھی قرآن ان کے سامنے پیش ہوتا ہے پڑھا جاتا ہے ان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور وہ عمل کی تصویر بن جاتے ہیں۔ دوسری ان کی صفت کیا ہے وہ **وَسَبَّحُوا** اور وہ تسبیح بیان کرتے ہیں اور آپ دیکھیں کہ یہاں یہ **وَسَبَّحُوا** تسیح بیان کرتے ہیں **بِحَمْدِ رَبِّهِمْ** اپنے رب کی حمد کے ساتھ اب یہ بھی تو ہوسکتا تھا کہ وہ تسبیح کرتے ہیں اور حمد بیان کرتے ہیں الگ الگ بھی آسکتا تھا لیکن تسبیح اور حمد دونوں ایک ساتھ ان کا ذکر کیا گیا ہے کیوں تسبیح کے اندر **(تعظیم)** یعنی منزہ ہونا پاک ہونا کے معنی غالب ہیں اور حمد کے اندر کیا ہے کے اثبات تو خدا کی صحیح معرفت ایسے ملتی ہے جب یہ دونوں باتیں انسان کے سامنے موجود ہوں اور وہ دونوں باتیں کیا ہیں؟ پہلی چیز یہ ہے کہ جب اللہ کی آیات ان کے سامنے پیش کی جاتی ہیں تو وہ اپنے رب کی آیات کو سن کر ڈرتے ہیں وہ اللہ کی تعظیم بیان کرتے ہیں اور کیا کرتے ہیں؟ اللہ کو ان تمام چیزوں سے پاک قرار دیتے ہیں جن چیزوں کی وجہ سے لوگ شرک کرتے ہیں اور پاک کیسے قرار دیتے ہیں؟ اس کے

ساتھ ساتھ اس کی نعمتوں پر اس کی حمد بیان کرتے ہیں۔ **وَسَبَّحُوا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ** تسبیح بیان کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے رب کی حمد بیان کرتے ہیں ایک تو **وَسَبَّحُوا** شرک نہیں کرتے اللّٰہ کی پاکی بیان کرتے ہیں تسبیح بیان کرتے ہیں اور اس سلسلے میں بہت سی ایسی دعائیں ہیں جو ہمیں پڑھنی چاہئیں **سبحان ربي الاعلى، سبحان اللّٰہ وبحمده، سبحان ربي العظيم"سبحان ربي الاعلى ، سبحان اللّٰہ وَبِحَمْدِ سبحان الله العظيم، سبحان اللّٰہ، الحمد اللّٰہ،** اور بہت سے ایسے کلمات ہیں جو پڑھنے چاہئیں تسبیح بھی بیان کرتے ہیں اس کا معنی کیا ہے اللّٰہ پاک ہے شرک نہیں کرتے **بِحَمْدِ رَبِّهِمْ** رَبِّ کی حمد بھی بیان کرتے ہیں اقرار کرتے ہیں اور سب سے بڑی نعمت کیا ہے؟ سب سے بڑی نعمت یہ ہے کہ انسان ایمان لے آئے **رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ** اور وہ کبر نہیں کرتے تو کبر کیا ہوتا ہے حق کے مقابلے میں اڑنا اور کبر کی تعریف کیا ہے **الْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ [حديث]** ".حق کا انکار کرنا اور لوگوں کے حقوق ادا نہ کرنا۔ اور کبر جو ہے یہ **اُمُّ الامراض** ہے۔ بیماریوں کی ماں ہے، جڑ ہے جس کے اندر کبر ہوتا ہے، **"میں"** ہوتی ہے نہ وہ انسانوں کے حقوق ادا کرتا ہے نہ ہی رب کے تو یہاں پہ ایمان لانے والوں کی صفات بتائی جارہی ہیں پہلی صفت کیا ہے وہ جھک جاتے ہیں مطیع اور فرماں بردار ہوتے ہیں سجدہ کرتے ہیں دوسری صفت ہے وہ تسبیح بیان کرتے ہیں حمد کے ساتھ اور تیسری صفت یہ ہے کہ وہ کبر نہیں کرتے چوتھی کیا ہے

آیت نمبر16۔ تَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ
ترجمہ۔ اُن کی پیٹھیں بستروں سے الگ رہتی ہیں، اپنے رب کو خوف اور طمع کے ساتھ پکارتے ہیں، اور جو کچھ رزق ہم نے اُنہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں

تَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ۔ تَتَجَافَىٰ میں نے آپ کو بتایا **(ج ف و)** کے معنی ہوتے ہیں زین کا گھوڑے کی پیٹھ سے ہٹ جانا اب جب گھوڑے کی پیٹھ پر زین ہوتی ہے تو جو گھڑ سوار ہوتا ہے وہ سکون سے گھوڑے پر بیٹھتا ہے جب زین نہیں ہوتی تو اس کو قرار نہیں ملتا تو بے قراری کی وجہ سے وہ اپنی جگہ بدلتا رہتا ہے کبھی ادھر کبھی ادھر بیٹھنا مشکل ہو جاتا ہے **تَتَجَافَىٰ** کے معنی کیا ہوتے ہیں **تجافی السَّرْجَ عَنْ ظَهْرِ الفرس.** کہ گھوڑے کی پیٹھ پر سے زین ہٹ گئی ہے تو معنی کیا ہیں کہ **جُنُوب جنب** کی جمع ہے پہلو کے لیے آتا ہے کہ ان کے پہلو ،ان کی پیٹھیں بے قرار رہتی ہیں ،وہ الگ رہتی ہیں ،وہ ہٹی رہتی ہیں کہاں سے **عَنِ الْمَضَاجِعِ** اور **(ض ج ع)** کے معنی ہوتے ہیں پہلو کے بل لیٹ جانا، غروب کے لیے جھکنا تو انسان ایک تو ہے بھاگتا دوڑتا ہے تو نماز پڑھ ہی لیتا ہے۔ ایک ہوتا ہے رات کا وقت ہے گھری نیند کا وقت ہے اس وقت آپ بستروں میں بے قرار ہوں کہ میں نے تو فجر پڑھنی ہے میں نے تو تہجد کے لیے اٹھنا ہے تو اب وہ کیا کرتے ہیں کہ ان کے پہلو ،ان کی پیٹھیں بستروں سے الگ رہتی ہیں تو **الْمَضَاجِعِ** جو ہے یہ **المضجع** کی جمع ہے اور یہ اسم ظرف ہے سونا یا سونے کی جگہ اس کے لیے یہ استعمال ہوتا ہے کہ ان کی پیٹھیں بستروں سے الگ رہتی ہیں اب آپ دیکھیے کہ یہاں پر اللّٰہ تعالیٰ نے مومنین کی صفات بتائی ہے اور مومنین کی صفات کیا ہیں کہ وہ نیند کی قربانی کرتے ہیں اب یہاں پر دن چڑھے کی نماز کا ذکر نہیں ہے جو ظہر ہے، عصر ہے، مغرب ہے یا عشاء ہے آپ جاگ رہے ہیں بلکہ کونسی نماز کا ذکر ہے کہ رات کے وقت جب آپ گھری نیند میں ہیں اس وقت آپ جاگ رہے ہیں تو گویا کہ راتوں کو اٹھ کر نوافل پڑھتے ہیں تو یہاں پر پیٹھیں ان کی بستروں سے الگ رہتی ہیں اس سے مراد کیا ہے؟ وہ لوگ جو نوافل پڑھنے والے ہیں راتوں کو اٹھ اٹھ کر اپنے آپ کو بستروں کی لذت سے ان کی گرمی سے ان کی راحت سے اپنے آپ کو محروم رکھتے ہیں اور اصل بات کیا ہے

؎ کس قدر تم پہ گراں صبح کی بیداری ہے

ہم سے کب پیار ہے! ہاں نیند تمھیں پیاری ہے
طبعِ آزاد پہ قیدِ رمَضاں بھاری ہے
تمھی کہہ دو، یہی آئینِ وفاداری ہے؟

علامہ اقبال نے جواب شکوہ میں جو بات کہی تو اصل بات کیا ہے کہ ہم اللہ تعالی کے لیے قربانی نہیں کرنا چاہتے ہے اور خاص طور پر نیند کی قربانی آپ علم حاصل کرنا چاہتی ہیں آپ عمل کرنا چاہتی ہیں آپ قرآن پڑھنا چاہتی ہیں آپ کوئی بھی کام کرنا چاہتی ہیں تو قربانی تو دینی پڑتی ہے تو سب سے مشکل قربانی کیا ہے کہ انسان رات کے وقت نیند کی قربانی کرے آپ رشتہ دار دوستوں کو بہت کچھ دینے کو تیار ہیں لیکن کہتے ہیں نیند کی قربانی میں نہیں دے سکتی تو یہاں پہ نیند کی قربانی مانگی گئی ہے کہ وہ بستروں کو چھوڑ دیتے ہیں اور یہاں پہ اس سے مراد نوافل کی ادائیگی ہے بستروں کو چھوڑ کر بستروں سے الگ رہنا تو اس سے مراد کیا ہے نماز تہجد پڑھنا۔ یہ وہ لوگ ہیں جو کہ نماز تہجد ادا کرتے ہیں اور جب نماز تہجد پڑھتے ہیں نوافل میں مصروف ہوتے ہیں تو اس وقت کیاکرتے ہیں۔ **يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ** وہ اپنے رب کو پکارتے ہیں وہ اپنے رب کو یاد کرتے ہیں خوف کے ساتھ اور امید کے ساتھ، طمع کے ساتھ اب راتوں کے وقت وہ یہ نہیں کہ فلمیں دیکھ رہے ہیں نائٹ کلب میں ہیں ڈانس اور رقص و سرور کی محفلوں میں ہیں گپ شپ مار رہے ہیں۔ دن کے وقت وہ اللہ کی بندگی تو کر ہی رہے ہیں **خَرُّوا سُجَّدًا وَسَبَّحُوا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ** اور راتیں ان کی کیسی ہیں اپنے رب کی عبادت کرتے ہیں۔ دن میں محنت کی ہے اب رات کے وقت وہ اللہ کے حضور سجدے کرتے ہیں اللہ کی یاد میں راتیں گزارتے ہیں دن کے وقت دنیا دیکھ رہی ہوتی ہے جلوت ہے لیکن رات کا وقت خلوت کا وقت ہے اور تہجد نوافل میں سے سب سے افضل ترین نوافل ہیں۔ اخلاص پیدا کرنے کا بہترین ذریعہ ہے یہ انہی کو میسر ہیں جو کے خوش قسمت ہیں جن کی قسمت جاگتی ہے تو وہ راتوں کو جاگتے ہیں لیکن پھر وہ خفیہ پڑھتے ہیں لوگوں میں اعلان نہیں کرتے خفیہ عبادت نوافل ہیں یا کچھ بھی اس کا اگر ذکر نہ کیا جائے تو اس سے اخلاص پیدا ہوتا ہے کسی کو بھی اس کی خبر نہ دی جائے اب دیکھیں دن کے وقت ہم نے رو بھی لیا سب کو پتہ ہے بڑے فکر مند ہیں بڑی عبادت کر رہے ہیں لیکن راتوں کے وقت خوف ہے خوف کس چیز کا؟ خوف اس بات کا کہ اللہ کے سامنے کھڑے ہوں گے تو حساب کتاب ہوگا۔ اللہ کے سامنے جانے سے ڈر، اللہ کی ملاقات کاانہیں خوف ہوتا ہے اور دوسری کیا چیز ہے وہ اللہ سے امید رکھتے ہیں کہ اللہ ہمیں سب کچھ دے گا جو نعمتیں ہیں وہ اللہ کی دی ہوئی ہیں جو بھی امیدیں ہیں وہ اللہ سے وابستہ رکھتے ہیں تو گویا کہ نوافل پڑھتے ہیں اور اپنے رب کو خوف اور طمع سے پکارتے ہیں تو یہ نہیں کہ اٹھک بیٹھک کر کے نوافل کی گنتی تو پوری کر لی لیکن وہ کیفیت پیدا نہ ہوئی جو کہ مطلوب تھی اور کیفیت کیا ہے نوافل کی یا دعاؤں کی؟ اللہ سے ساری امیدیں رکھنا اور اللہ سے ہی خوف رکھنا رحمت کی امید فضل اور کرم کی امید اللہ کے غضب سے ڈرنا یہ ہے اصل چیز۔ عذاب کا اتنا خوف کہ گناہ چھوڑ دیں اور رحمت کی اتنی امید کہ کبھی مایوس ہی نہ ہوں۔ یہ ہے خوف اور امید کی درمیانی کیفیت اس کو ایمان کہتے ہیں۔ بعض لوگوں نے یہاں پہ اس سے مراد صبح کی نماز بھی لی ہے کیونکہ نیند توڑ کر صبح کی نماز پڑھی جاتی ہے بعض لوگوں نے عشاء کی نماز بھی مراد لی ہے اور بعض لوگوں نے مغرب اور عشاء کے درمیان کے نوافل لیے ہیں کیونکہ بعض اوقات مغرب اور عشاء کے درمیان کافی وقت ہوتا ہے تو انسان سو جائے آرام کیا جائے تو اس کی بجائے انسان نفل پڑھنا شروع کر دے۔ لیکن زیادہ تر رائے کیا ہے اس سے مراد تہجد کے نفل ہیں اور پانچویں صفت کیا تھی؟ **يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا** پھر اس کے بعد چھٹی صفت کیا ہے **وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ** اور اللہ نے جو ان کو رزق دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں اب آپ دیکھیے کہ یہاں پر بتایا جارہا ہے کہ جو بھی مال

اللہ نے دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بتا رہے ہیں کہ مال جو اللہ کا ہے حلال مال میں سے خرچ کرنا کیونکہ حرام مال اللہ کو چاہیے ہی نہیں **وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ** جو بھی رزق دیا ہے اور آپ کو پتہ ہے رزق کی تعریف میں علم بھی آتا ہے مال بھی آتا ہے عقل بھی آتی ہے دولت بھی آتی ہے اولاد بھی آتی ہے ہر نعمت رزق ہے جو اللہ تعالی نے دیا ہے صرف کھانا پینا رزق نہیں ہے ہر نعمت رزق ہے تو جو بھی نعمت اللہ تعالی نے دی ہے اس میں سے وہ خرچ کرتے ہیں اور رزق سے مراد کیا ہے؟ رزق حلال۔ حرام مال اللہ تعالی کو نہیں چاہیے تو اپنے اخراجات پورے کرنے کے ساتھ ساتھ اللہ نے انسان کے رزق میں جو دوسروں کے حقوق رکھے ہیں ان کو بھی وہ ادا کرتے ہیں تو پھر کیا کرنا چاہیے ہمارے جو رشتہ دار غریب ہیں ہمیں ان کے حالات سے آگاہی ہونی چاہیے، پڑوسیوں کا پتہ ہونا چاہیے، دوستوں کا پتہ ہونا چاہیے تاکہ ہم اپنے مال میں سے ان کا حصہ ادا کریں تو زکوۃ صدقہ خیرات ساری چیزیں انفاق کی تعریف میں آتی ہیں کیونکہ انفاق کہا تو وسط کے معنی ہیں

آیت نمبر 17۔ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ
ترجمہ۔ پھر جیسا کچھ آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان اُن کے اعمال کی جزا میں ان کے لیے چھپا رکھا گیا ہے اس کی کسی متنفس کو خبر نہیں ہے

اب یہاں پر چھ صفات کا ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کہتے ہیں **فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ** ، **فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ** کسی نفس کے علم نہیں ہے، کوئی نفس نہیں جانتا **مَا أُخْفِيَ لَهُمْ** جو کچھ ہم نے چھپا رکھا ہے **مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ** ان کے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک میں سے اب آپ دیکھیے **أُخْفِيَ** چھپایا گیا ہے چھپا کے رکھا ہوا ہے ان کے لیے کوئی نفس نہیں جانتا یہ **هُمْ** کون سے لوگ ہیں یہ جو ابھی پیچھے آپ نے پڑھے جو مومنین ہیں جن کی صفات کا آپ نے ذکر پڑھا **مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ** ، **عین** کی جمع **أَعْيُنٍ** بھی ہوتی ہے اور **عیون** بھی ہوتی ہے اور **قُرَّ** کے دو معنی ہیں ایک تو ہے **قَرَّ يَقُرُّ قُرَّةً** اس کے معنی کیا ہوتے ہیں ٹھنڈا ہونا تو اللہ تعالی نے ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک کا جو سامان جمع کیا ہے کوئی نہیں جانتا اور دوسرے اس کے معنی کے ہیں **قَرَّ** ، **يَقِرُّ** ، **قَرًّ** قرار سے ہے قرار کا معنی کیا ہے سکون اللہ تعالی نے ان کی آنکھوں کے سکون کا جو سامان جمع کیا ہے جو تیار کرکے رکھا ہے کوئی نہیں جانتا کیوں اللہ نے اتنا بہترین سامان تیار کیا ہے اتنی بہترین اللہ جزاء کیوں دے گا؟ **جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ** اس لیے یہ بدلہ ہے **بِمَا** ان کے ان اعمال کا **كَانُوا يَعْمَلُونَ** جو وہ دنیا میں کیا کرتے تھے یہ ان کے ان اعمال کی جزا ہے، یہ اس کا بدلہ ہے جو وہ کیا کرتے تھے اب آپ دیکھ لیجیے کہ یہاں پہ **نَفْسٌ** استعمال کیا گیا **نَفْسٌ** نکرہ ہے(عام) یعنی اللہ تعالیٰ نے تمام اہلِ ایمان کے لیے جن کی یہ صفات ہیں ایسی نعمتیں تیار کرکے رکھی ہیں کہ ان کو دیکھنے کے بعد آنکھوں کو سکون مل جائے گا، آنکھوں کو ٹھنڈک مل جائے گی اور آپ یہ حدیث یاد کرلیں یہ بخاری اور مسلم کی حدیث ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا **قَالَ اللَّهُ تَعَالَى أَعْدَدْتُ لِعِبَادِي الصَّالحين ما لا عَيْنٌ رأَت، ولا أُذُنٌ سَمِعَت، ولا خَطَر على قَلب بَشَر، واقْرَؤوا إن شِئْتُمْ:** اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے تیار کر رکھا ہے **لِعِبَادي الصَّالحين** صالح بندوں کے لیے تیار کر رکھا ہے **ما لا عَيْنٌ رأَت** جسے نہ کبھی کسی آنکھ نے دیکھا کیونکہ آنکھ کا دیکھنا بھی میلا کر دیتا ہے **ولا أُذُنٌ سَمِعَت** نہ کبھی کسی کان نے سنا **ولا خَطَر على قَلب بَشَر** نہ کبھی کسی انسان کا دل اس کا تصور بھی کر سکا ہے۔ الفاظ کے معمولی سے فرق کے ساتھ مختلف صحابہ سے یہ حدیث ہمیں ملتی ہے (بخاری، مسلم ترمذی اور مسند احمد)۔ کوئی چیز بہت اچھی ہو تو آپ کیا کرتے ہیں اس کو سب سے چھپا کر رکھتے ہیں پھر کیا کرتے ہیں اب کسی کو بتاتے بھی نہیں کہتے ہیں خود ہی خبر اس کو دیں گے پھر آپ کیا کرتے ہیں؟

آپ کہتے ہیں کہ ذرا سی بھنک نہ لگے کہ کوئی تصور بھی کر لے کہ وہ کیسا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ یہاں پہ بتا رہے ہیں کہ متقی، مومن، ایمان لانے والے جو ایمان اور عملِ صالح اختیار کرتے ہیں اللہ ان کو ایسا دے گا اور اتنا دے گا کہ کوئی اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ اللہ رب العزت یہ بتانے کے بعد اوپر کی بات کی دلیل دینے کے بعد کہ اتنا بہترین اتنا خوبصورت اللہ تعالیٰ ان کو دے گا جو چھپا ہوا ہے بالا تر ہے اور آپ **جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ** میں یاد رکھیں کہ شب بیداری اور قربانیوں کا صلہ تصور سے بالا تر ہے آپ یہ جملہ نوٹ کر لیں جو لوگ راتوں کو جاگتے ہیں جو قربانیاں کرتے ہیں نیند کی قربانی ، مال کی قربانی اپنے جسم کی، قربانی اپنے آپ کو ختم کر دیا ،مٹی ہو گئے **لَا يَسْتَكْبِرُونَ** مٹی ہو گئے کبر نہیں کرتے بندوں کے حقوق، اللہ کے حقوق اور آپ کو پتہ ہی ہے جب انسان اپنے آپ کو ختم کرتاہے تو مرتا ہے اور جیتا ہے بالکل ختم کر دیتا ہے بہت دفعہ حق پر ہوتا ہے لیکن وہ چاہتا ہے کہ مجھے زیادہ اجر ملے تو اپنے آپ کو مٹا دیتا ہے

مٹا دے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہیے
کہ دانہ خاک میں مل کر گل و گلزار ہوتا ہے

تو بچا بچا کے نہ رکھ اسے تیرا آئینہ ہے وہ آئینہ
کے شکستہ ہو تو عزیز تر ہے نگاہ آئینہ ساز میں

پھر اللہ رب العزت بتاتے ہیں کہ دو طرح کے روئیے ہیں پہلے بھی دو طرح کے لوگوں کا ذکر کیا ایک کفر کرنے والے اور ان کا انجام اور مومنین اور ان کی صفات بیان کیں اور اب اللہ رب العزت بتا رہے ہیں اگلی آیت میں کہ ایک ہوتا ہے مومن اور ایک ہوتا ہے فاسق دونوں ایک جیسے نہیں ہوتے دونوں ایک دوسرے سے الگ ہوتے ہیں

آیت نمبر 18۔ أَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ۚ لَا يَسْتَوُونَ

ترجمہ۔ بھلا کہیں یہ ہو سکتا ہے کہ جو شخص مومن ہو وہ اُس شخص کی طرح ہو جائے جو فاسق ہو؟ یہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے

أَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا کیا بھلا کہیں ایسا ہو سکتا ہے **مَنْ كَانَ مُؤْمِنًا** جو ہو مومن **كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ۚ** وہ ایسے کی طرح ہو جائے جو کہ فاسق ہو فاسق کیا ہوتا ہے؟ اللہ کی اطاعت کی حد سے نکلنے والا جیسے رات ہوتی ہے اور دن ہوتا ہے رات اور دن ایک جیسے نہیں ہو سکتے اسی طرح فاسق اور مومن **لَا يَسْتَوُونَ** دونوں برابر نہیں ہو سکتے دنیا میں مومن اور فاسق کا طرز فکر اور طرز عمل مختلف ہے آخرت میں ان کا جو نتیجہ اور جزاء ہے وہ بھی مختلف ہے

آیت نمبر 19۔ أَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَلَهُمْ جَنَّاتُ الْمَأْوَىٰ نُزُلًا بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ

ترجمہ۔ جو لوگ ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے نیک عمل کیے ہیں اُن کے لیے تو جنتوں کی قیام گاہیں ہیں، ضیافت کے طور پر اُن کے اعمال کے بدلے میں

أَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ رہے وہ لوگ جو ایمان لائے اور عمل صالح کیے **فَلَهُمْ جَنَّاتُ الْمَأْوَىٰ** ان کے لیے جنتوں کی قیام گاہیں ہیں ان کے لیے کیا ہے **الْمَأْوَىٰ** ہے اور آپ دیکھ لیجیے کہ یہاں پر اللہ تعالیٰ یہ نہیں کہہ رہے کہ ان کے لیے جنتیں ہیں اور یہ بھی نہیں کہہ رہے کہ ان کے لیے ایسی جنتیں ہیں جہاں پر وہ سیر کریں گے کچھ دیر کے لیے۔ نہیں بلکہ وہی ان کی قیام گاہیں بھی ہوں گی وہاں پر وہ

ہمیشہ رہیں گے تو گویا کہ جو مومن لوگ ہیں دنیا میں ان کا رویہ مختلف تھا آخرت میں ان کے لیے جزاء بڑی خوبصورت ہے بڑی بہترین ہیں **جَنَّاتُ الْمَأْوَىٰ** اور یہ **جَنَّاتُ الْمَأْوَىٰ** ان کو ملے گی کیوں؟ ایمان اور عمل صالح جہاں ایمان کا ذکر ہے وہاں عمل صالح کا ذکر ہے خالی ایمان قابل قبول نہیں ہے بغیر عمل صالح کے اور خالی عمل صالح بھی قابل قبول نہیں ہے بغیر ایمان کے دونوں لازم ہیں۔ بیج اچھا ہوتا ہے تو درخت اچھا نکلتا ہے۔ بیج گلا سڑا ہوتا ہے تو درخت نکلتا ہی نہیں ہے تو اچھا ایمان بنائیں اور عمل صالح کی مطابق زندگی بسر کریں تاکہ اعمال کے بدلے میں بہترین مہمان نوازی ہو اور پہلی مہمان نوازی کیا ہے **جَنَّاتُ الْمَأْوَىٰ** جنتوں کی قیام گاہیں ٹھہرنے کی جگہ **الْمَأْوَىٰ** جو ٹھکانا ہے **نُزُلًا** **(ن ز ل)** لفظ آپ پہلے بھی پڑھ چکی ہیں ایک ہوتا ہے **نَزَل** اترنا (نون پر زبر ہے) اور ایک ہوتا ہے **نُزُل** مہمان اترنے کو کہتے ہیں **نُزُلًا** کے معنی پھر کیا ہوتے ہیں اس کے معنی مہمان جب اترتا ہے تو میزبان اس کو جو چیز بھی پیش کرے وہ مہمانی ہے مثلاً کھانا پینا دیا اس کے ساتھ گھر بھی دے دیا رہنے کو تو **نُزُل** کا لفظ مہمانی کے لیے، سامان میزبانی کے لیے استعمال ہوتا ہے تو اس سامانِ ضیافت کو کہتے ہیں جو مہمان کے سامنے اس کے اترتے ہی پیش کیا جاتا ہے۔ پہلے آپ کیا کرتے ہیں آپ کہتے ہیں کہ یہ ہے تولیہ اور یہ ہے غسلخانہ پھر آپ کہتے ہیں یہ ہے شربت اور یہ ہے کھانا پھر آپ کہتے ہیں یہ ہے چائے اور پھر کہتے ہیں یہ ہے آپ کا بستر اور یہ ہے آپ کا کمرہ سارا کچھ **نُزُلًا بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ** ضیافت کے طور پر کھانا، ٹھکانا، مہمانی کے طور پر اور کیوں دیا **بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ** دنیا میں وہ جو عمل کیا کرتے تھے اور آپ سوچیں جس کا اللہ میزبان ہو اس کی کیا شان ہے کیا بات ہے اس کی **جَنَّةُ الْمَأْوَىٰ** یہ کہاں پہ ہے۔ قرآن میں آپ پڑھیں گے آگے جا کے **جَنَّةُ الْمَأْوَىٰ** **(سورت النجم آیت (15)** میں آپ پڑھیں گی یہ **سدرۃ المنتہیٰ** کے پاس ہے بڑی خوبصورت جگہ ہے یہ غیب کی باتیں ہیں اللہ ہی جانتا ہے کیسی بہترین مہمان نوازی ہوگی لیکن **بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ** کا یہ بدلہ ہے کبھی **جَنَّاتُ الْمَأْوَىٰ** کہا کبھی **نُزُلًا** کہا کبھی آیت 17 کو سامنے رکھیں اب دوسری طرف لوگ کون ہیں

آیت نمبر 20۔ وَأَمَّا الَّذِينَ فَسَقُوا فَمَأْوَاهُمُ النَّارُ ۖ كُلَّمَا أَرَادُوا أَنْ يَخْرُجُوا مِنْهَا أُعِيدُوا فِيهَا وَقِيلَ لَهُمْ ذُوقُوا عَذَابَ النَّارِ الَّذِي كُنْتُمْ بِهِ تُكَذِّبُونَ

ترجمہ۔ اور جنہوں نے فسق اختیار کیا ہے اُن کا ٹھکانا دوزخ ہے جب کبھی وہ اس سے نکلنا چاہیں گے اسی میں دھکیل دیے جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا کہ چکھو اب اُسی آگ کے عذاب کا مزا جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے

وَأَمَّا الَّذِينَ فَسَقُوا فَمَأْوَاهُمُ النَّارُ رہے وہ لوگ جنہوں نے فسق اختیار کیا نافرمانی بندگی کی حدوں سے نکلتے رہے فاسق پیچھے پڑھ چکی ہیں جو زمین میں فساد پیدا کرتے ہیں جو صلح رحمی نہیں کرتے جو جھگڑے کرتے ہیں **فَمَأْوَاهُمُ النَّارُ** انکا ٹھکانہ آگ ہے **مَأْوا** گود کو بھی کہتے ہیں اب ان کے لیے آگ گود ہے اب سوچیں آگ میں کسی کو سکون مل سکتا ہے کیا **كُلَّمَا أَرَادُوا** جب کبھی وہ ارادہ کریں گے **أَنْ يَخْرُجُوا مِنْهَا** "**هَا**" کی ضمیر **النَّارُ** کے لیے ہے نار جہنم کا نام ہے۔ جہنم کے اندر جو کہ نار ہے اس میں جب ان کو ڈال دیا جائے گا اور جب کبھی وہ اس میں سے نکلنا چاہیں گے آگ میں سے **أُعِيدُوا فِيهَا** تو اس میں دھکیل دیا جائیں گے **وَقِيلَ لَهُمْ** اور ان سے کہا جائے گا **ذُوقُوا عَذَابَ النَّارِ الَّذِي كُنْتُمْ بِهِ تُكَذِّبُونَ** اور ان سے کہا جائے گا چکھو اب اسی آگ کے عذاب کا مزا جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے تو یہاں پہ بھی فاسقین کے عذاب کا ذکر کیا جا رہا ہے اور جو فاسق ہیں جو کافر ہیں ان کو اتنا سخت عذاب دیا جائے گا کہ وہ نکلنا چاہیں گے آگ میں سے جہنم میں سے نکل نہیں سکیں گے کیوں؟ ان سے کہا جائے

گا **ذُوقُوا** اب چکھو **عَذَابَ النَّارِ** جہنم کا عذاب یعنی آپ اس کو آگ کے معنی میں لیں اور پھر جہنم کے معنی میں لیں جہنم کے معنی میں لیں تو ہر طرح کا عذاب آ جائے گا اور پھر آگ کا عذاب بہت شدید عذاب ہے کہ پھر انسان کو کچھ ہوش ہی نہیں رہتی اور کہتے ہیں کہ ان کو بیڑیوں میں جکڑا ہوا ہوگا۔ جہنم کی آگ میں ہی جھلس رہے ہوں گے اور جب یہ نکلنا چاہیں گے فرشتے انہیں پھر جہنم کی گہرائیوں میں دھکیل دیں گے یہی مضمون اگر آپ پڑھنا چاہیں (سورت الجاثیہ آیت 21) (سورت ص آیت28) (سورۃ الحشر آیت 20)میں بھی پڑھ سکتی ہیں پھر ان سے کیا کہا جائے گا؟ **الَّذِي كُنْتُمْ بِهِ تُكَذِّبُونَ** یہ وہی چیز ہے جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے ان کو کیا کہا جائے گا؟ **جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ** آیت 17 کو دیکھ لیجیے آیت 19 کو دیکھ لیجیے یہاں آیت 20 رویے فرق ہیں تو انجام بھی فرق ہیں تو مجھے اور آپ کو سوچنا چاہیے میں اور آپ اپنے آپ کو کس چیز کے لیے تیار کر رہے ہیں

آیت نمبر 21۔ وَلَنُذِيقَنَّهُمْ مِنَ الْعَذَابِ الْأَدْنَىٰ دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ
ترجمہ۔ اُس بڑے عذاب سے پہلے ہم اِسی دنیا میں (کسی نہ کسی چھوٹے) عذاب کا مزا اِنہیں چکھاتے رہیں گے، شاید کہ یہ (اپنی باغیانہ روش سے) باز آ جائیں

وَلَنُذِيقَنَّهُمْ ہم ضرور بہ ضرور انہیں چکھاتے رہیں گے" **ن**" تاکید کا ہے لام بھی تاکید کے لیے ہے تو ہم ضرور بہ ضرور ان کو چکھاتے رہیں گے **مِنَ الْعَذَابِ** عذاب میں سے **الْأَدْنَىٰ** ادنی کے دو معنی ہیں آپ پڑھ ہی چکیں اس کے معنی کیا ہوتے ہیں نزدیک ہونا تو ہم انہیں نزدیک کا عذاب، قریب کا عذاب چکھاتے رہیں گے مراد کیا ہے؟ دنیا کا عذاب جس سے مراد دنیا کی مصیبتیں ہیں، بیماریاں ہیں، حادثے ،نقصانات ناکامیاں، عزیزوں کی موت، بہت سے صدمے انسان کو ملتے ہیں انفرادی طور پر یہ ملتے ہیں۔ اجتماعی طور پر کیا ہوتا ہے؟ زندگی میں طوفان، زلزلے، سیلاب، وبائیں ،قحط فسادات، لڑائیاں، بہت سی ایسی مصیبتیں آتی ہیں ہزاروں لاکھوں کڑوڑوں انسانوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیتے ہیں امریکہ کے ایک جہاز کے پائلٹ کو ہنگامی لینڈنگ کرنی پڑی ہے فوراً اس کو اتارنا پڑا اور سمندر میں گرا ہے کافی مسافر اس کے اندر تھے 150 کے قریب بہرحال اصل بات کیا ہے کہ ہنگامی لینڈنگ ہے اور بھی بہت سے حادثے تکلیفیں پریشانیاں انسان پہ آتی ہیں تو یہ کیا ہے قریب کا عذاب **الْأَدْنَىٰ** کے معنی دنیا کا عذاب ہے ایک معنی تو یہ ہے دوسرا معنی اس کا کیا ہے؟ **(د ن ی)** گھٹیا اور ردی کے معنی میں ہے چھوٹے موٹے عذاب یعنی دنیا میں جتنے بھی عذاب ہیں یہ سارے چھوٹے موٹے عذاب ہیں اب سوچیں ایسے عذاب ہیں کہ انسان گھبرا کر یہ کہتا ہے ایسی تکلیفیں آتی ہیں ایسی پریشانیاں آتی ہیں انسان کہتا ہے کہ موت آجائے بہت سے لوگ خودکشی کر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کہتا ہے وہ سارے بہت چھوٹے چھوٹے عذاب ہیں اور تم اتنے پریشان ہو جاتے ہو **دُونَ** سوائے اس کے پھر **الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ** کونسے عذاب بڑے ہیں اور اکبر سے مراد کونسا عذاب ہے؟ آخرت کا عذاب ہے تو گویا کہ مراد کیا ہے کہ یا تو **الْأَدْنَىٰ** اصغر کے معنی میں ہے کہ دنیا کے عذاب چھوٹے ہیں جو میں نے آپ کو بتایا کہ **(د ن ی)** گھٹیا کے معنی میں ہے اور آخرت کا عذاب بڑا ہے جو بھی عذاب ہے اور یا پھر یہ ہے کہ **الْأَدْنَىٰ** قریب کے معنی میں ہے اور آخرت کا عذاب اکبر ہے اور **اقصی** ہے دور کے معنی میں ہے تو بہرحال جو بھی ہو عذاب تو ہیں ہی اور بعض لوگوں نے **الْعَذَابِ الْأَدْنَىٰ** دنیا کے عذاب سے مراد غزوہ بدر کے دن کافروں کا قتل بھی مراد لیا ہے اور پھر آخرت کا عذاب تو بہت بڑا ہے **لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ** شاید کے لوگ اس کی طرف مڑ آئیں شاید کے لوگ اپنی فاسقانہ اور کافرانہ روش کو چھوڑ کر ایمان لے آئیں

آیت نمبر 22۔ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِآيَاتِ رَبِّهِ ثُمَّ أَعْرَضَ عَنْهَا إِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِينَ مُنْتَقِمُونَ
ترجمہ۔ اور اُس سے بڑا ظالم کون ہو گا جسے اس کے رب کی آیات کے ذریعہ سے نصیحت کی جائے اور پھر وہ ان سے منہ پھیر لے ایسے مجرموں سے تو ہم انتقام لے کر رہیں گے

وَمَنْ أَظْلَمُ پھر اللہ تعالیٰ کہتے ہیں اس سے بڑھ کر ظالم کون ہو سکتا ہے **أَظْلَمُ** اسم تفصیل ہے کہ سب سے بڑا ظالم یہی ہے **مِمَّنْ ذُكِّرَ** جس کو نصیحت کی جاتی ہے **بِآيَاتِ رَبِّهِ** اس کے رب کی آیات کے ذریعے **ثُمَّ أَعْرَضَ عَنْهَا** پھر وہ ان سے پھیر لیتا ہے پھر وہ منہ موڑ لیتا ہے ایمان نہیں لاتا**إِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِينَ مُنْتَقِمُونَ** ایسے مجرموں سے تو ہم انتقام لے کر رہیں گے تو اب آپ دیکھ لیجیے یہاں پہ آیات کا ذکر ہے آیات کے چھ معنی ہیں کیا معنی ہیں نمبر 1۔ وہ نشانیاں جو زمین سے لے کر آسمان تک ہر چیز میں اور کائنات کے مجموعی نظام میں پائی جاتی ہیں۔ زمین و آسمان کی نشانیاں نمبر 2۔ وہ نشانیاں جو انسان کی اپنی پیدائش، اس کی ساخت اور اس کے وجود میں پائی جاتی ہیں۔ (تو کیا ہے انسان کا اپنا وجود) نمبر 3۔ وہ نشانیاں جو انسان کے لا شعور، وجدان اور تحت شعور میں ہیں اس کے اخلاقی تصورات میں پائی جاتی ہیں (لا شعور میں بہت سی باتیں ہوتی ہیں کہ ایسا نہیں کرنا چاہیے) اور لا شعور میں ہے کہ اللہ ہمارا رب ہے۔ نمبر 4۔ وہ نشانیاں جو انسانی تاریخ کے مسلسل تجربات سے ہمارے سامنے آتی ہیں۔ نمبر 5۔ جو زمین اور آسمان سے مصیبتیں آتی رہتی ہیں جو انسان پر آفتیں آتی ہیں زمین سے بھی اور آسمان سے بھی یہ بھی نشانیاں ہیں اور نمبر 6۔ وہ آیات جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیوں کے ذریعے بھیجی ہیں تاکہ انسان ان پر غور و فکر کرے اور اس کے بعد اپنے رب کو پہچاننے لگے اور اپنے رب کو پا لے۔ اور اللہ نے جو نشانیاں دی ہیں **ذُكِّرَ** ان کے ذریعے انسان کو نصیحت کی ہے لیکن انسان کا حال کیا ہے **ثُمَّ أَعْرَضَ عَنْهَا** کہ وہ ان سے منہ پھیر لیتا ہے۔ رسول کی آمد کے بعد کیا ہے اگر لوگ انکار کریں تو عذاب لازم ہے قرآن کے بعد اگر لوگ انکار کریں تو عذاب لازم ہے۔ **إِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِينَ مُنْتَقِمُونَ** ایسے مجرموں سے تو ہم انتقام لے کر رہیں گے اور اس کا مطلب کیا ہے کہ رسول کا اسوۂ موجود ہے کتاب موجود ہے اور لوگ انکار کرتے ہیں تو اس سے پہلے جن قوموں نے رسول کے آنے کے بعد، کتابوں کے آنے کے بعد انکار کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا تو اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ ایسے جتنے بھی مجرم ہیں ہم ان سے انتقام لے کر رہیں گے **مُنْتَقِمُونَ** یہ باب افتعال سے ہے انتقام مصدر ہے اور **منتقم** کی جمع ہے **منتقمون** یہ اسم فاعل ہے تو اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ ہم ان کو مٹا کر رہیں گے ہم ان کو سزا دے کر رہیں گے تو اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کرنے والا بنائے